A|5-2|17

(۱) کس کی آمد انقلابِ نو بہ نو لانے کو ہے | کس کی ہیبت سے نئی دنیا میں پھیلانے کو ہے
چپ بھی ہے قرآں "جاء الحق" بھی زمانے کو ہے | بڑھ رہی ہے دل کی دھڑکن۔ اب کوئی آنے کو ہے

میکدہ اجڑا ہوا آباد کرتا ہے کوئی
ہچکیاں لیتا ہے مینا۔ یاد کرتا ہے کوئی

للہ الحمد! آج ہے پھر بادہ خواروں کا جماؤ | شربتِ دیدار سے مٹنے کو ہیں فرقت کے گھاؤ
کہہ رہا ہے دم بہ دم، دو جہاں کا جل جلاؤ | کوثری رندو، ولا کی لہریں موجیں اڑاؤ

گردشِ گردوں کا کوئی غم نہیں۔ پیہم پیو
دم کرو نادِ علی ہر گھونٹ پر ہر دم پیو

ساقیا یہ بادہ نوشانِ خُمِ غدیر | سب گدا۔ اور تیرے فیضِ خاص سے دل کے امیر
تیری ڈیوڑی پر مرید، اور ہر جگہ پیروں کے پیر | یہ بھکاری، تیرے ہاتھوں کی لکیروں کے فقیر

خیر ہو پیمانے کی تیرے، سبو کی۔ جام کی
بھیک مل جائے انہیں، ہدیِ دیں کے نام کی

نام لیوا ہیں ترے اے ساقیِ عالی نژاد | جن کے عصیاں کو بھی ہے توفیقِ ولا پر اعتماد
سب سبق بھولے، مگر آدابِ میخانہ ہیں یاد | مر چکیں روحیں، مگر زندہ ہیں دل، پائندہ باد

لے ۲۳ مقامات پر پورے مصرعے پشت پر دستِ خدا ہے، جس سے بالادست ہیں ان کا حاشیہ مرثیہ ختم ہونے
میں اس طرح نمبر ڈالے گئے ہیں باوفا ایسے۔ تجھے دیکھا نہیں اور مست ہیں پر درج ہے۔

یہ گدایانہ طبیعت، رندِ شاہانہ مزاج | آستانے پر ترے بیٹھے ہیں دھرنا دے کے آج
خاک ہے ان کی نگاہوں میں دو عالم کا خراج | جام مل جائے تو ٹھوکر پہ سارے تخت و تاج

ان کی جانیں تک مودّت کی لگن میں صرف ہیں
یہ علی سے رکھتے ہیں نسبت وہ عالی ظرف ہیں

پھر اٹھیں ساقی! وہی صہبا پلا حسبِ مذاق | خلد میں گلرنگ ہیں جس سے نبیوں کے رواق
جس کی ہے بے حرمتی اتنی دلِ فطرت پہ شاق | نوح کا بیٹا بھی منکر ہو تو ہو جاتا ہے عاق

آیتوں کے جام ہیں، کیوں ہوں رسولوں پر گراں
رنگ پھولوں کا نہیں ہوتا ہے پھولوں پر گراں

حرمتِ صہبا سناتا ہے جو زاہد خاک میں | دَور اب اس کا ہے لازم گردشِ افلاک میں
کیوں یہ مے واجب نہ ہو دینِ شہِ لولاک میں | جا بجا ذکرِ مودّت ہے کتابِ پاک میں

ہے برابر وزن، میزانِ نظر میں تولیے
آتی ہے اس مے کی خوشبو جب بھی قرآں کھولیے

جو زمیں پر اک عطائے آسمانی ہے وہ مے | جس کا میخانہ مری قرآن خوانی ہے وہ مے
جس کے آگے حوضِ کوثر پانی پانی ہے وہ مے | جو زلیخائے شریعت کی جوانی ہے وہ مے

منھ کھلا مینا کا، جنت کی ہوا آنے لگی
قہقہے کے بدلے حق حق کی صدا آنے لگی

زاہدو! تم بھی پیو، جو روحِ کوثر ہے وہ مے | جس سے دامنِ انبیائے پاک کا تر ہے وہ مے
جس کی بوتل مغفرت کا سب کی مُہر ہے وہ مے | جو مرے قرآں کے پھولوں کا معطر ہے وہ مے

کوئی شے ایسی لطیف اسلام کی حد میں نہیں
جو نہیں مے نوش وہ دینِ محمد میں نہیں

اب تو جی بھر کر پیو، چھک کر پیو۔ ڈٹ کر پیو
بانٹ کر سب کو پیو، لیکن نہ خود بٹ کر پیو
بادۂ نوشانِ ربانی سے مگر ہٹ کر پیو
ہوں خراباتی جو رند، ان سے ذرا کٹ کر پیو

اس دوئی میں بھی ہیں تیور، کفر کی تمہید کے
دائرے میں پہلے آنا چاہیے توحید کے

نام پر اُس کے پیو، جو ہے امامِ منتظَر
جس کے پردے سے، اُلوہیّت کی شانیں جلوہ گر
گر نظر آ جائے، تو دیکھا کریں اہلِ نظر
غیب میں ہے کبریا، غیبت میں یہ رشکِ قمر

عام ہے اب اذنِ جلوہ مطلعُ الانوار کو
کہہ دے موسیٰ سے کوئی۔ آ جائیے دیدار کو

عقل و فہم و دانش و بینش، شعور و لاشعور
ظاہر و باطن کی دنیا۔ عالمِ غیب و حضور
باد و باراں و سحاب و آب و خاک و نار و نور
سب ظہورا جس کا ہے اُس کے ہیں آثارِ ظہور

ہر بدی نیکی ہے اب پیدا یہ صورت ہو گئی
قتل و خونریزی سے تمہیدِ قیامت ہو گئی

بھر گئے غدّاری و غارتگری سے چار دانگ
کعبۂ رب سے اذاں کی اٹھنے ہی والی ہے بانگ
ظلم کی شورش ہے ہر جانب، عدالت کی ہے مانگ
ان کے چہرے فق ہیں جو بھرتے تھے ملائی کا سوانگ

غفلتیں، سرمستیاں، نیندیں، بس اب جانے کو ہیں
جاگ اٹھی دنیا تمام، اصحابِ کہف آنے کو ہیں

زلزلے۔ طوفاں، حوادث، رشوتیں۔ دھوکے بزور
والی و قاضی و مفتی، بے خبر۔ نشے میں چور
بادہ نوشی۔ حق فروشی۔ کذب۔ تہمت۔ مکر و زور
شاہدِ غیبت کی ہیں ساری علاماتِ ظہور

ظلم ہے اور ظلم سے بڑھ کر یہ استبداد ہے
خوابِ گونگے کا ہر اک مظلوم کی فریاد ہے

(۴) حکمراں اکثر ہیں فاسق شر کے سانچے کے ڈھلے ۔۔۔ اور وزیران کے ہیں کاذب عیش و عشرت کے پلے
لے کے نذرانے عدالت کر رہی ہے فیصلے ۔۔۔ جیسے مولی اور گاجر کٹ رہے ہیں یوں گلے

ناگہانی موت ارزاں، زندگانی ہے گراں
خون ہے پانی کے مول اس وقت، پانی ہے گراں

(۵) وہ بنائے جاتے ہیں عامل، جو احمق اور سفیہ ۔۔۔ وہ ہیں نا قابل، نکالیں حکم باطل ہیں جو فیہ
جابجا ہر دم نظر آتے ہیں یہ منظر، کریہ ۔۔۔ زن مشابہ مرد سے اور مرد عورت کی شبیہ

کر رہی ہیں انجمن سازی زنانِ زندہ دل
لے گئیں مردوں سے بھی بازی زنانِ زندہ دل

(۶) بن رہی ہیں اونچی اونچی منزلیں، گردوں طواف ۔۔۔ پست ہے پست سیرت جس پہ دولت کا غلاف
شورشیں، ہلڑ، بغاوت ہر حکومت کے خلاف ۔۔۔ فتنہ پرور عالمانِ دین کا باہم اختلاف

لڑنے مرنے کو ہمیشہ سورما تیار ہیں
مصلحِ عالم کی آمد کے یہ سب آثار ہیں

اہلِ باطل اُس طرف، تولے ہوئے ہیں تیغ کیں ۔۔۔ اِس طرف ہے منتشر، شیرازہ حبل المتیں
روز و شب آپس میں ہیں دست و گریباں اہل دیں ۔۔۔ ہے شکم حلووں سے پُر باتیں ہیں تلخی آفریں

کب بھلا یہ خانہ جنگی کام ہے اسلام کا
مسئلے ہیں سب سیاسی، نام ہے اسلام کا

پارہ پارہ ہو گئے اجزائے قومِ بدنصیب ۔۔۔ وہ مرض کرتے ہیں اب پیدا جو پہلے تھے طبیب
کچھ کی کچھ کہنے لگے آ کر سرِ منبر خطیب ۔۔۔ صبح ”حتیٰ مطلع الفجر“ آ گئی بالکل قریب

تیغِ حیدر[سہ] میان میں جوہر کے سلجھاتی ہے بل
بل نکالے موذیوں کے اس لیے کھاتی ہے بل

سہ جو اس وقت امام غائب کے پاس ہے۔

(۸) یہ وہی تلوار ہے خیبر شکن، مرحب شکار | بے مثال و بے بدل، لا سیف الا ذوالفقار
تند و تیز و شعلہ ریز و برق خیز و آبدار | زن سے جب آکر پڑے بن بولے قضا ہو بیقرار
دامنِ فیاض میں زخموں کی ارزانی لیے
صورتِ عباس غازی، دوش پر پانی لیے

وہ بناوٹ ہے حسیں، جس طرح گھونگٹ میں دلہن | ابروئے کج کے خطِ تقدیر کا سا بانکپن
ہلکی پھلکی مثلِ گل اور سر شگاف وصف شکن | حیدرِ کرار کے پُر غیظ ماتھے کی شکن
آنچ ہے اس میں غضب کی خود کبھی جلتی نہیں
جز امامِ وقت دستِ غیر سے چلتی نہیں

جب جھکے طاقِ حرم ہے، جب اٹھے شورِ اذاں | جب ملے دستِ حسیں ہے، جب کھنچے روحِ رواں
جب چلے تیرِ نظر ہے، جب چبھے نوکِ سناں | جب گرے برقِ تپاں ہے، جب تھمے چشمِ بتاں
بختِ حُر لڑنے میں ہے اڑنے میں عزرائیل ہے
جب مڑے رحمت کا رخ ہے، جب اُڑے جبریل ہے

(۹) دیکھتی ہیں میرے باطن کی نگاہیں یہ سماں | پھر یہی تیغِ علی لاتے ہیں مہدیِ زماں
فرق پر سایہ فگن ہے دینِ احمد کا نشاں | پاؤں میں نعلینِ احمدؐ تھی جو تاجِ لامکاں
آنکھ میں سمٹی ہوئی ساری بہارِ کائنات
ہاتھ میں مثلِ محمدؐ اختیارِ کائنات

زیرِ راں وہ رخش جو سرعت میں ہے مانندِ نور | سازِ قدرت ساز جس کا، زین جس کا رشکِ طور
شہپرِ جبریل کی کلغی۔ عنانِ زلفِ حور | نور کا توسن ہے یہ، نورِ علی نورِ حضور
بے تکان اس طرح جائے اسلحہ کی دھار پر
جیسے چلتی ہے امامت مرضیِ غفار پر

سربسر پتلی کمر، سینہ کشادہ، سُم بڑے | گردِ ہو آندھی جو اس توسن کی سرعت سے لڑے
نعل پر تاب و تجلّی، جیسے ماہِ نو جڑے | کیل اک اک ان کی وُہ، جو قلبِ باطل میں گڑے

ہے خجل مشکِ ختن یالِ سیہ سے، مانندِ رات
نعل جس دن اس کے باندھے جائیں وُہ دن چاند رات

دَم قدم سے اس کے راکب کے جو ہیں کُل خشک و تر | ابلقِ لیل و نہار اس کی ہے گردِ رہ گزر
اس فرس پر راکبِ دوشِ پیمبر کا پسر | جیسے رفرف پر شبِ اسریٰ رسولِ بحر و بر

مدحِ مولا کی طرح، اس کی بھی مدحت فرض ہے
یہ امامِ عصر کا اعجازِ طَیِّ ارض ہے

ایسا مرکب لاجواب اور ایسا راکب بے بدل | دوش پر جس کے قبائے حیدری ہے برمحل
صورتِ شیرِ خدا، خیبر کشا، ابرو پہ بَل | پائے محکم کی دھمک، حیَّ علیٰ خیرِ العمل

شور ہے کہہ دے کوئی جا کر یہ حسودستاں سے
فتحِ مکہ کو علی آئے نبیؐ کی شان سے

روئے روشن سے عیاں ہے تابشِ خُلقِ حسن | ہے تواضع ان کی خو، کہتی ہے رخ کی ہر شکن
چال ڈھال ایسی کہ یاد آجائیں شبّر کے چلن | فرق پر ہے سبز عمامہ۔ ہرا ہے پیرہن

یادگارِ مجتبیٰ ہیں۔ صُلحِ کُل ہر گام ہیں
ساری دنیا کے لیے یہ امن کا پیغام ہیں

سر پہ یوں باندھے ہیں دستارِ رسولِ مشرقین | کربلا کے بن میں جیسے فاطمہ کے نورِ عین
سورۂ والفجر لب پر ہیں گو یاد فتنین | ہر قدم صبر و سکوں کہتا ہے۔ آتے ہیں حسین

کانپتے ہیں ظلم و ظالم یہ جلالت دیکھ کر
منھ چھپاتا ہے یزیدِ عصر صورت دیکھ کر

سہ نیک کام کی طرف جلدی آؤ

ؐ قرآن پاک کی جلد کے دونوں پٹھے

ؐ یہ سورہ امام حسینؑ سے منسوب ہے

دونوں رخسارے ہیں آئینہ غمِ شبیرؑ کا | گھل گئے ہیں روتے روتے صورتِ زین العبا
ہے جبینِ پاک پر سجدے کی مُہر پرضیا | پرتوِ سجادؑ ہے، اِس رخ سے روئے باصفا

فتح و نصرت کی دعاؤں کا وظیفہ دیکھیے
شکلِ مجموعی میں ہے شانِ صحیفہؑ دیکھیے

کہہ رہا ہے یہ جبیں کا جلوۂ حسنِ قبول | یہ گلِ گلزارِ باقرؑ، باغِ حکمت کے ہیں پھول
نشترِ الہام ہے ان کا جو میراثِ رسولؐ | بال کی بھی کھینچ لے گا کھال، ازراہِ اصول

اُس ولی اللہ کا ورثہ ہیں اِن کے کُل علوم
جعفری مسلک کا سرچشمہ ہے جو بحرُ العلوم

کُھل کے گویا ہیں لب گویا دمِ حق پروری | صدقِ جعفرؑ کی ہمارے دم سے ہے کھیتی ہری
ہر قدم شاہد ہے حضرت کا طریقِ رہبری | مسلکِ فقہی کی رو سے آپ بھی ہیں جعفری

ہمسرِ قرآن، وارثِ مصحفِ ناطق کے ہیں
پوتے صادقؑ کے، نواسے بحرِ صادقؑ کے ہیں

روئے انور کی متانت، حلمِ کاظمؑ کا جواب | خاکساری ان کا ورثہ۔ جانشینِ بوترابؑ
رحم دل آنکھوں کا ہے اربابِ بینش نے خطاب | غیظ اِس دربارِ رحمت میں نہیں ہے باریاب

ہیبتِ موسیٰؑ بھی ضبطِ موسیِٔ دوراں بھی ہے
معنیِ "اَلکاظمینَ الغیظ"[2] کا عرفاں ہے

چشم و ابرو کی ثقاہت، ضامنِ خوئے رضا | ان کی جو مرضی، وہی بالکل رضائے کبریا
ہاں دلادے کفر اگر غصہ، تو ہیں شیرِ خدا | حکم دیں جس کو وہی کردے ابھی محشر بپا

آدمی تو آدمی، حیواں پکارے یا علیؑ
شیرِ قالیں غیظ میں اٹھ کر ڈکارے یا علیؑ

[1] امام زین العابدینؑ کی دعاؤں کا مجموعہ جس کا نام صحیفۂ کاملہ ہے۔

[2] مقام مدح میں قرآن کا فقرہ غصے کو پی جانے والے۔ امام موسیٰؑ کاظم پر یہ صفت صادق آتی تھی۔

زہد ایسا ہے، کہ پایا جدِّ اعلیٰ کا مقام ۔۔۔ وہ تقیِ پاک تھے، ان پر بھی تقویٰ ہے تمام
مفتخر ہے آپ کے بچپن پہ دَورِ صبح و شام ۔۔۔ ہیں لویں ہادی کی صورت یہ بھی طفلی میں امام

ان کے دیکھو پانچ سال اور ان کے دیکھو نو برس
خضر اِن کے مقتدی ہیں، عمر کتنے سو برس

ہیں جو دامن میں یہ، جانِ نقی، شانِ نقی ۔۔۔ ارضِ بطحا پر دہکتا ہے گلستانِ نقی
جلوہ گاہِ طورِ سینا، شمعِ ایوانِ نقی ۔۔۔ چودھویں کا ماہِ شعباں، بدرِ تابانِ نقی

مہرِ ضیا جیسے ہیں یہ، ایسے ہی پُرضَو تھے علی
خود ہیں یہ چوتھے محمدؐ اور جدِّ چوتھے علیؑ

شکل کہتی ہے۔ کہ بابا ہیں انھیں سے عسکری ۔۔۔ عسکرِ علم و عمل، جن کا جنودِ سروری
لکھ گئے تفسیرِ قرآں جو بہ کلکِ حیدری ۔۔۔ لعل وہ خامے نے اُگلے جن پہ صدقے جوہری

منصبِ تحریرِ مقصد، بے طلب ان کو ملا
جو قلم احمدؐ نے مانگا تھا وہ اب ان کو ملا

ایسے اسلافِ معظم کے مکرم ہیں یہ لال ۔۔۔ جن کے چہروں میں ہے اللہ جمیلؐ کا جمال
ظلم کی گردن اُڑا دیں، مرکزی یہ ہے خیال ۔۔۔ میان میں وہ سیف ہے لا سیف جس کی نیک فال

کانپتے ہیں اہلِ باطل تیغِ حیدر دیکھ کر
کُند ہیں سب جوہری ہتھیار جوہر دیکھ کر

عہ امام علی نقی علیہ السلام پہلے علی بن ابی طالب، دوسرے علی بن الحسین، تیسرے علی بن موسی الرضا چوتھے علی نقی۔

سہ یہ بھی ایک عنصر کا نام ہے۔

عسہ اسے بروزنِ کتاب پڑھنا درست نہیں۔ میام بر وزن کتاب ہے۔

بے عمل دنیا کے تیروں کا جو ہے سینہ ہدف | ہے مصلّائے عمل کھولے ہوئے پلکوں کی صف
رہ نما روحِ نبیؐ، پشتی پہ سلطانِ نجف | کربلا دل میں بسی ہے، رخ ہے کعبہ کی طرف

بازوؤں سے انتقامی جوش ہے چمٹا ہوا
خونِ حیدر کا کلائی میں ہے سب سمٹا ہوا

جا کے ٹکرائی حِنا سے جب نگاہِ دور بیں | یاد آیا ایک مقتل، دل ہوا اندوہ گیں
لب چبا کر، غیظ میں بھر کر جو الٹی آستیں | تھرتھراتا ہے تزلزل، کانپ اٹھی ہے زمیں

زلزلے طبقے الٹنے پر اڑے ہیں دیر سے
چرخِ گیتی کے سرے ڈالے کھڑے ہیں دیر سے

اب جماعت کا جو بیت اللہ میں ہے اہتمام | ہے مساواتِ حقیقی کا عجب دلکش نظام
ایک صف میں ہیں خضرؑ، اصحابِ کہف، اور خاص و عام | مقتدی ہے اک پیمبر مقتدا ہے اک امام

* وہ جو تھے مرعوب عیسیٰؑ سے رسالت دیکھ کر
اِن کی صورت دیکھتے ہیں، اُن کی صورت دیکھ کر

(۱۵) مہدیِ برحق ہیں یہ، شکل و شباہت سے کھلا | ہو بہو ہو نقشہ وہی ہے، جو پیمبرؐ نے کہا
مہدیِ کاذب بھی آئیں گے انھیں یہ علم تھا | اس لیے بتلا گئے حضرتؐ، سراپا آپ کا

غایۃ المقصود و اعلام الوریٰ ہیں دیکھیے[1]
صاف آئینہ ہے قولِ مصطفیٰؐ کا دیکھیے

مختصر یہ ہیں علاماتِ وجودِ ارجمند | گندمی رنگت، مثالِ مصطفیٰؐ، خالق پسند
قد میانہ، بینیِ پرنور باریک و بلند | جبہہ روشن کشادہ، چاند سے جو چار چند

آبِ دنداں رشکِ انجم، سر بسر گیسو گھنے
دوش پر زلفیں پڑی، آنکھیں بڑی ابرو گھنے

[1] ان دونوں کتابوں میں حضور کا بتایا ہوا امام مہدی کا سراپا درج ہے۔

وہ گھنے ابرو جو پیوستہ، خمیدہ، سربسر | دلہنے رخسار پہ تِل غیرتِ نجمِ سحر
لیلۃُ القدرِ مہِ شعباں کا عالم ریش پر | دونوں رخسارے منوّر ایک شب میں دو قمر

اپنے نانا سے مشابہ خال بھی اور بال بھی
خُلق بھی اور خَلق بھی افعال بھی، اقوال بھی

میرے باطن نے جو دیکھی ہے یہ صورت یہ سماں | یہ تولّا کا اثر ہے، یہ عقیدت کا نشاں
صفحۂ تاریخ میں بھی یہ جمالِ ضَو فشاں | مندرج صدیوں سے ہے بے اختلاف و بے گماں

سب نے مانا ہے کہ مہدی مژدۂ حق لائیں گے
آچکے غیبت میں ہیں، جب آئیں گے تب آئیں گے

وہ محمد ابنِ طلحہ، جن کا مسلک شافعی | وہ علی ابن محمد مستند جو مالکی
ابن عربی یعنی محی الدینِ دینِ حنبلی | رہبر احناف، قاری بے بدل مُلّا علی

ساتھ ان سب کے جو عبد الحق[8] محدث آئے ہیں
بزم میں جامی[9] بھی اک جامِ شواہد لائے ہیں

شیخِ باتوقیر، ابنِ[10] احمدِ خشّاب سا | دولت آبادی شہاب الدین[11]، مردِ پارسا
ابنِ[12] یوسف گنجوی۔ مُلّا حسینِ[13] باخدا | سبطِ ابنِ جوزیِ علامہ و شمعِ ہدیٰ

بزمِ مہدی کے مکیں ہیں شیخ شعرانی[15] کے پاس
اور یہی لعل و جواہر ہیں بدخشانی[16] کے پاس

بلخی[17] نورِ بصیرت کی ہیں اک طلعت لیے | اور علاء الدولہ[18] سمنانی بھی گنجِ دولت لیے
شیخِ قندوزی[19] بھی قندِ دانش و حکمت لیے | حضرت حجت کی غیبت کے لیے حجت لیے

زینتِ محفل سیوطی[20] کے درِ شہوار ہیں
شیخِ واعظ کاشفی[21] بھی کاشفِ اسرار ہیں

سہ الٰہ میں ایطا نہیں کیونکہ یہ بطور حرفِ روی استعمال ہوئے ہیں۔

ضرورتِ شعری میں تسکینِ متحرک جائز ہے۔

جو بیاں ان کا وہی بالکل صواعق[۲۲] کا بیاں ۔ وہ صواعق جس کے معنی ہیں لغت میں بجلیاں
بجلیاں جو پھونکنے آئیں ہمارے آشیاں ۔ اب وہی گر کر یہاں ہیں صرفِ تعمیرِ مکاں
صاف کرتے ہیں رقم ابن حجر[۲۳] پتھر کے لال
"اعلم امت تھے بچپن میں بھی حیدر کے لال"

ہیں صحاحِ ستہ مشہور ہیں قائل بھی ۔ ابن ماجہ، مسلم و مسند، بخاری، ترمذی
شمع لے کر ڈھونڈنے کی اب ضرورت کیا رہی ۔ کافی و وافی ہے اک مشکوٰۃ ہی کی روشنی
یہ رقم ہے جس میں ختم وقتِ غیبت کے لیے
آئیں گے عیسیٰ سرِ دست ان کی بیعت کے لیے

غیبتِ مہدیِ دیں کے باب میں ائمہ بھی ۔ اور ہے اجماع کس کا نام، ہو قائل ہیں سبھی
شافعی و مالکی و حنبلی و جعفری ۔ ان مسالک کے سوا ہے سب سوا احناف بھی
قول ان کے رد کرے منطق میں اتنا دم نہیں
یہ سب اجماعِ سقیفہ سے عدد میں کم نہیں

جس قدر اس سلسلے کی ہیں روایاتِ حسن ۔ یا صحابی کا بیاں، یا تابعی کا ہے سخن
آندھیوں میں بھی ہیں محکم تر یہ سب نخلِ کہن ۔ ایک جھونکے کے ہیں باقی سارے برساتی چمن
رائے ایسے معتبر لوگوں کی گر صائب نہیں
دین ہی غائب ہے، پھر مہدی اگر غائب نہیں

(۱۱) خضرِ دیں قبل از ولادت تھے یہ عیسیٰ کی طرح ۔ بطن میں مادر سے باتیں کیں مسیحا کی طرح
حمل پوشیدہ رہا ان کا بھی موسیٰ کی طرح ۔ بچپنے میں علم کی پیری تھی یحییٰ کی طرح
نورِ حق کی یہ کرامت عقل سے کب دور ہے
نور ہیں یہ ۔ ان کی تاریخِ ولادت نور ہے

سہ مراد حریف

عہ معنی چراغ

یہ بیانات قومی جن کا تواتر معتبر
مختلف انداز میں مہدی کی دیتے ہیں خبر
ہے کسی جا صاف غیبت، اور کہیں اس طور پر
ہیں یہی قائم، یہی باقی، یہی ہیں منتظر
کرسیاں ہیں مختلف سردار و منصب ایک ہے
پھیر ہے الفاظ کا، ہر پھیر کے مطلب ایک ہے

(۱۹) یہ جو ہیں انیس مذکورہ حوالے مستند
چودھویں معصوم کی غیبت کے حق میں ہیں سند
اور بھی ہیں کچھ حدیثیں منکر غیبت کا رد
وہ نہ مانیں گے مگر، دل میں جو رکھتے ہیں حسد
یہ تو باتیں جو بیانِ محکمِ قرآن ہے
غیب پر ایمان لانا متقی کی شان ہے

حلق سے سینے میں قرآں کو اتاریں تو ذرا
اس کا دعویٰ ہے کہ حق آئے گا باطل جائے گا
اس جگہ "حق" سے اگر مطلب ہے دینِ مصطفیٰ
پھر تو "حق" آیا مگر باطل تو باقی ہی رہا
ہے بجز مہدی، وہ کون ایسا نگاہِ غور میں
ایک ہو گا دینِ کُل دنیا کا جس کے دور میں

جبکہ ان کے دم سے پھیلے گا جہاں میں دینِ حق
پھر تو یہ حق ہے کہ اس "حق" کے یہی ہیں مستحق
الٹیں پلٹیں منکرِ مہدی جو قرآں کے ورق
چار ہی آیات پڑھ پڑھ کر کلیجے ہوں گے شق
جو مفسر اس جگہ یہ ذکر لائے ہیں عظیم
شان میں مہدیِ برحق کی یہ آئے ہیں عظیم

یہ سبھی عالم، محدث، اہلِ علم، اہلِ کلام
منضبط اس مرثیے میں جابجا جن کے ہیں نام
جائے غیبت، وجہ غیبت بھی بتاتے ہیں تمام
یعنی اب کب، اور کہاں، اور کیوں ہوئے غائب امام
دل پہ منکر کے جو داغِ عمر طولانی بھی ہے
اس کو دھونے کے لیے کچھ شرم کا پانی بھی ہے

سب یہ لکھتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے جو قبل از وصال
یہ خبر دی تھی سرِ منبر بہ صد حزن و ملال
آئے گا اک وقت جس میں دین پائے گا زوال
دیدۂ ملت میں ہو گا، مال ایماں کا مآل
عدل اٹھ جائے گا، دنیا ظلم سے بھر جائے گی
لوگ زندہ ہوں گے، پر غیرت کی رگ مر جائے گی

حاکمانِ وقت ہوں گے، ظالم و گم کردہ راہ
امنِ عالم، جور سے ہو جائے گا بالکل تباہ
عترتِ زہرا سے تب ہو گا نمایاں ایک ماہ
نام ہو گا اس کا مہدی، تیغ اس کی بے پناہ
عدل سے بھر دے گا دنیا بھر کو وہ، اک آن میں
تول کر نیکی بدی، تلوار کی میزان میں

یاد تھی عباسیوں کو یہ پیمبرؐ کی خبر
تھے محرفِ دین کے، ہر دم لگا رہتا تھا ڈر
نام بھی رکھتے تھے مہدی اپنے بیٹوں کا مگر
لوگ دھوکا کھائے کیونکر، ان کی سیرت دیکھ کر
پہلے اولادِ امیہ کو کہا: ظالم ہیں وہ
چور کی داڑھی میں تنکا، پھر یہ سوچا ہم ہیں وہ

دور سے سفاحِ بدکردار کے تا معتمد
ہر خلیفہ، عترتِ زہرا سے رکھتا تھا حسد
لے کے جعفرؑ سے حسنؑ تک، چھ امامِ مستند
زہر سے ان کے ہوئے تھے راہیِ ملکِ ابد
ڈر جو تھا غالب بہت اس کے دلِ بیتاب میں
معتمد خود سے بھی تھے بے اعتماد اس باب میں

اپنے فعلوں پر نظر کر کے گزرتا تھا یہ شک
میں ہوں وہ ظالم، کہ بد ظن تھے رسولؐ اللہ تک
پڑ چکی تھی کان میں جو اس ولادت کی بھنک
بیٹھے بیٹھے دیکھتا تھا تیغِ مہدی کی چمک
جستجو کرتا رہا، پر ہاتھ ہی ملتا رہا
یہ چراغ آندھی کی زد میں متصل جلتا رہا

Presented by Ziaraat.Com

دے چکا جب عسکری کو زہر بارِ آستیں | قتلِ مہدی پر کمر باندھی، بہ عزمِ آہنیں
اس کی فوجیں جب حرم میں آپ کے داخل ہوئیں | ہو گئے سرداب میں غائب کہیں مہدیِ دیں
جو سپاہی ہر طرف سے گھر کو تھے گھیرے ہوئے
ہو گئے اندھے۔ کہ آنکھیں حق سے تھے پھیرے ہوئے

آپ کے بیت الشرف سے متصل تھا ایک غار | صورتِ اصحابِ کہف اُس غار میں پایا قرار
گھر کو جب چھوڑا تو اپنا یا محمدؐ کا شعار | غارِ ثور اس کا ہے شاہد جس پہ سب کو اعتبار
نائبِ خاتم ہیں آخر نرغۂ اغیار میں
وہ چھپے تھے غار میں، یہ بھی چھپے ہیں غار میں

عمرِ طولانی جو پائی ہے تو حیرت اس میں کیا | خضر ہیں، الیاس ہیں، ادریس ہیں نامِ خدا
عمر کی کشتی کا ان سب کی خدا ہے ناخدا | اُس نے دی عمرِ طویل اُن کو۔ انھیں بھی کی عطا
پائی نعمت اُنھوں نے تو یقیں لانے لگے
مل گئی اولادِ حیدر کو تو بل کھانے لگے

سب نکالے گا یہ بل آکر علی کا جانشیں | ہو چلا ہے جس کے اب جلدی ہی آنے کا یقیں
دو سو اٹھتر ہیں علاماتِ ظہورِ شاہِ دیں | بیشتر ظاہر ہوئیں، دس ہیں باقی رہ گئیں
شہ کی آمد منسلک اللہ کی مرضی سے ہے
اپنی ڈھارس چودھویں شعبان کی عرضی سے ہے

گو نہیں ثابت کسی پر وقتِ تشریفِ حضور | ہے مگر روشن علامت وہ ظلم و ظلمت کا وفور
جبر بڑھتا جا رہا ہے جس قدر نزدیک و دور | کہتی ہے دل کی خلش محسوس کرکے اک سرور
یا الٰہی جلد دنیا ظلم سے معمور ہو
تاکہ "حق" آجائے اور رنج و مصائب دور ہو

ہم تو پھر انسانِ ناقص ہیں ہمارا علم کیا | جعفرِ صادق نے صرف اتنا بتایا ہے پتا
آئے گا جب میرا پوتا۔ مہدیِ شرعِ ہدا | روزِ جمعہ ہو گا، وقتِ عصر، دن عاشور کا

اب تو کہہ سکتا ہوں میں اشکوں سے منہ دھوتے ہوئے
آئیں گے کعبے میں یہ تکبیر کو روتے ہوئے

ضبطِ غم کر کے وہ فرض انجام دیں گے لاکلام | پردۂ غیبت اٹھنے کا جو ہیں منشائے عام
سب سے پہلے جائیں گے کعبے سے کوفے کو امام | کوفیانِ بے وفا، شورش مچائیں گے تمام

کیا فضا ماضی سے بدلا چاہتے ہو حال کی
کچھ نہیں ہم کو ضرورت فاطمہ کے لال کی

سن کے یہ جانِ پیمبر، کھینچ لیں گے ذوالفقار | مارے جائیں گے ہزاروں کوفیانِ بد شعار
مسجدِ کوفہ میں تب آئیں گے شاہِ نامدار | مجلسِ غم ہو گی برپا، کربلا کی یادگار

خود امامِ دیں مصائب جب بیاں فرمائیں گے
روئیں گے اہلِ عزا پیٹیں گے سر غش کھائیں گے

کن مصائب کا بیاں فرمائیں گے شاہِ زماں | جن پہ ٹکرائے گا جا کر عرش سے شور فغاں
کیا تعجب! ہو وہ اکبرؑ کی شہادت کا بیاں | ہے مصیبت سی مصیبت، مرگِ فرزندِ جواں

جس پہ رہ جائے کلیجہ پھٹ کے بوڑھے باپ کا
یا حسینؑ! اس پر سے صابر، یہ دل تھا آپ کا

بازوئے سرور نے جب پائی شہادت نہر پر | تان کر سینہ۔ کسی بیٹے نے مرنے پر کمر
وہ جواں بیٹا۔ جو ہمشکلِ پیمبر سر بسر | جس کے سہرے کی تمنا دل میں تھی شام و سحر

عرض کی بابا سے۔ اب میداں کی رخصت دیجیے سہ کیا کوئی لڑنے والا باقی ہے؟
شور ہے ھَل مِن مُبارز کا۔ اجازت دیجیے

سن کے یہ، بیٹے کا منہ تکنے لگے شاہِ ہدیٰ | دل بھر آیا۔ ڈبڈبائی آنکھ۔ اشکِ غم پیا
چھاؤنی کی سمت دیکھا۔ دل سنبھالا، اور کہا | پالنے والی اجازت دے تو ہم کو عذر کیا
ہو پھپھی راضی علی اکبر تو جاؤ شوق سے
دودھ کا حق بخش دے مادر، تو جاؤ شوق سے

سن کے یہ چومے قدم بابا کے اور تسلیم کی | سج کے تن پر اسلحہ، خیمے میں آیا وہ جری
تھی صفِ ماتم یہاں عباس کی بچھی ہوئی | سر کو ڈھانپا ماں نے، آنسو پونچھتی اٹھیں پھپھی
شان و شوکت دیکھ کر بہنیں قدم لینے لگیں
جھک کے جب مجرا کیا، زینب دعا دینے لگیں

فرش پر وہ چچی کے پاس بیٹھا مہ لقا | بی بیاں سب رو دیں جب پرسہ دیا عباس کا
پھر پھپھی سے یہ گلے میں ڈال کر بانہیں کہا | اذن بابا نے دیا۔ اب آپ کی کیا ہے رضا
رو کے وہ بولیں۔ مجھے تم بھی رلانے آئے ہو
غمزدہ دکھیا کا دکھتا دل دکھانے آئے ہو

بیاہ کا سہرا مجھے کیا میری جاں، دکھلا چکے | بھابی بیٹھی ہیں، ان سے نیگ کیا دلوا چکے
ماں کو حسرت تھی دلھن کی۔ بیاہ کر کیا لا چکے | کہتے تھے صغرا سے ملواؤں گا۔ کیا ملوا چکے
وہ چلے مرنے کو، ہم ترسے رہے جن کے لیے
کیا کما کر جوگ پالا تھا اسی دن کے لیے

سن کے یہ شکوے پھپھی کے، جھک گیا غازی کا سر | عمر بھر کی شفقتیں یاد آ گئیں سب سربسر
ہچکیاں بندھنے لگیں، روئے مچل کر اس قدر | عرض کی ہاتھوں کو پھر رکھ کر پھپھی کے پاؤں پر
جنگ کو جاتے ہیں بابا صبر ہم کو کیجیے
واسطہ زہرا کا، میداں کی اجازت دیجیے

کہہ کے "ہے ہے" لپٹ کر بولیں بنتِ مرتضیٰ | میں فدا! بابا کو رو دو کو۔ تم سدھارو مہ لقا
موڑ کر بانو کی جانب منہ، خوشامد سے کہا | دودھ کا حق بخش دو بھابی انہیں بہرِ خدا
بولیں وہ۔ جیتے رہیں یہ بھی شہِ دلگیر بھی
میں بھی صدقے آپ کے دلبر پہ میرا شیر بھی

شاد ہو کر اکبرِ غازی اٹھے بہرِ سلام | ماں پھپھی نے دی دعا۔ رونے لگیں بہنیں تمام
شورِ گریہ میں چلا رن کی طرف، وہ نیک نام | دیر سے ڈیوڑھی پہ حاضر تھا عقابِ تیز گام
بڑھ کے گھوڑے پر وہ بن بیاہا بنا رخصت ہوا
باپ نے تھامی رکاب اور مہ لقا رخصت ہوا

دشت میں پہنچے۔ پڑھا اک رجز۔ جھپٹے سوار | لگ گئے کشتوں کے پشتے، وہ کیے تن تن کے وار
شاہِ دیں دیکھا کیے، لختِ جگر کی کارزار | ناگہاں دیکھا۔ کہ برچھی ہو گئی سینے کے پار
ہائے بیٹا کہہ کے دوڑے آپ مقتل کی طرف
لے گیا گھوڑا، علی اکبر کو، جنگل کی طرف

بڑھنے پائے تھے ابھی چند اک قدم آگے جناب | یہ غمِ فطری جو تھا، دینے لگیں آنکھیں جواب
جس طرف بھی پاؤں اب اٹھتا تھا حالِ خراب | بڑھتے جاتے تھے اسی جانب کو جانِ بوتراب
اِس طرف کو مڑ گئے، گہ اُس طرف کو پھر گئے
کھل گئی دستار۔ الجھا پائے اقدس۔ گر گئے

اٹھ کے پھر دوڑے کسی جانب کو اس امید پر | اس طرف مل جائے گا شاید، مرا نورِ نظر
لب پہ تھا نوحہ۔ کہ اے حرّا! زُہیرِ پُرجگر | بچپنے کے میرے ساتھی اے حبیبِ نامور
ہے مصیبت کی گھڑی، امداد کو آؤ کوئی
لاش پر کڑیل جواں بیٹے کی پہنچاؤ کوئی

مسلم مظلوم کے پیارو! کہاں ہو جلد آؤ — زینب مغموم کے تارو! مجھے رستہ دکھاؤ
قاسم و عباس! میری بیکسی پر رحم کھاؤ — اے مرے شیرو! نہ مجھکو وقت بد میں بھول جاؤ
کاش لاشے پر علی اکبر کے پہنچا تا کوئی!
لو پکارو اب تمھیں بیٹا! نہیں آتا کوئی

اک طرف سے ناگہاں لائیں ہوائیں یہ پیام — اب تو بابا آؤ جلدی! جاں بلب ہے یہ غلام
اُس طرف دوڑے جو بیتابی میں مولائے انام — کھا کے ٹھوکر گر پڑے اک جسم زخمی پر امام
تھی کشش فطری، دلِ مضطر کو تڑپانے لگی
دم بدم گیسوے اکبر کی جھک آنے لگی

کیا مرے دلبر ہو تم، بولے امام تشنہ کام — کھول کر آنکھیں کہا اکبر نے، بابا! السلام
وقت آخر ہو گیا دیدار رخصت ہے غلام — دم ہے ہونٹوں پر بس اب یٰسین پڑھیے امام
پاؤں پھیلا کر یہ کہتے کہتے اکبر سو گئے
پیاس کی شدت میں کوثر کو روانہ ہو گئے

آفریں ہمت پہ تیری اے حسین ابنِ علیؑ — شیر کو دم توڑتے دیکھا۔ زباں سے اُف نہ کی
اب جواں کی لاش اٹھانے کی جو منزل آگئی — یا علی کہہ کر اُٹھے۔ کس لی کمر ٹوٹی ہوئی
جانبِ خیمہ نظر اٹھی نہ صحرا کی طرف
پاؤں تھرائے تو دیکھا مڑ کے دریا کی طرف

اشک بہہ کر رہ گئے دل نے مگر آواز دی — اے مرے عباسِ غازی! اے مرے شیر جری
مر گئے اکبر بھی، پرسے کو نہ آئے تم ابھی — دیکھ تو جاؤ ذرا آکر ہماری بیکسی
یہ ضعیفی اور یہ شیر ژیاں بیٹے کی لاش
باپ اٹھاتا ہے بڑھاپے میں جواں بیٹے کی لاش

پشت پر لاشہ اٹھائے بھوکا پیاسا، بے نوا | جا رہا تھا سوئے خیمہ، خاک اڑاتی تھی فضا
دیکھ کر سوئے نجف، کہتی تھی رو کر کربلا | دیجیے آکر سہارا، یا علیِ مرتضیٰ

تشنہ لب زخمی ہے تنہا۔ کوئی بھی یاور نہیں

یہ جواں بیٹے کی میت ہے، درِ خیبر نہیں

بس نسیم اب مرثیے کو ختم کر بس ختم کر | مجلسِ غم میں ہیں شامل خود امام منتظر
عرض کر مولا سے کل سے ہاتھ اپنے جوڑ کر | جلد اب آجایئے اے حق نمائے بحر و بر

کس طرف جانا تھا آخر کس طرف جاتے ہیں ہم

کون اب ہم کو سنبھالے ٹھوکریں کھاتے ہیں ہم

سے پہلے مصرع میں "کر" فعل ہے اور اس مصرع میں فعل معطوف کی علامت شکل ایک ہے اور معنی مختلف۔ ایطا نہیں۔